سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

از مولانا حاجی محمد فیاض خان سواتی

نام و نسب

آپ کا نام عبدالعزیز اور تاریخی نام غلام حلیم تھا۔ سلسلہ نسب یوں ہے عبدالعزیز بن احمد (المعروف شاہ ولی اللہ) بن عبدالرحیم بن وجیہہ الدین شہید بن معظم بن منصور دہلوی الخ آپ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے اکتیس واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمرفاروقؓ تک پہنچتا ہے اور والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب امام موسیٰ کاظمؒ تک پہنچتا ہے (الامداد فی ماثرالاجداد) تو اس لحاظ سے آپ عربی النسل اور فاروقی النسب ہیں۔

ولادت

شاہ صاحبؒ کی ولادت باسعادت ۲۲ رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ بمطابق ۱۷۴۶ء دہلی میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم

شاہ صاحب نے سب سے پہلے قرآن کریم حفظ کیا پھر اکثر درسی کتابیں اپنے والد گرامی امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے پڑھیں جب آپ کی عمر سولہ سال کی ہوئی تو آپ کے والد شاہ ولی اللہ صاحب کا محرم ۱۱۷۶ھ بمطابق ۱۷۶۲ء کو انتقال ہوگیا والد کی وفات کے بعد جو کتابیں پڑھنے والی رہ گئی تھیں وہ مولانا نوراللہ بڈھانویؒ شیخ محمد امین کشمیری اور شیخ محمد عاشق پھلتیؒ کے حلقہ ہائے درس میں شامل ہو کر مکمل کیں اور سترہ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فراغت حاصل کر کے اپنے والد کی مسند درس کو رونق بخشی آپ کو تفسیر، حدیث، فقہ، ادبیات عربی صرف و نحو، منطق و فلسفہ وغیرہ علوم میں انتہائی دسترس تھی، خط بھی نہایت عمدہ تھا، تیر اندازی اور گھڑ سواری میں بھی ماہر تھے ذکاوت و فطانت میں یگانہ، فہم و فراست میں منفرد اور حفظ و ذہانت میں بے مثال تھے اسی لیے مسند درس پر بیٹھتے ہی انکی شہرت پورے ملک میں پھیل گئی اور دور دراز علاقوں سے علماء و طلباء استفادہ کیلئے حاضر خدمت ہونے لگے۔

اخلاق و عادات

شاہ صاحب کو علماء " سراج الھند، شیخ وقت، امام عصر، عالم کبیر اور حجتہ اللہ جیسے پر شکوہ القاب سے ملقب کرتے تھے آپ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے سب سے بڑے فرزند ارجمند اور شاہ عبدالرحیم

دہلویؒ کے پوتے ہیں۔ شاہ صاحب نے عالم طفولیت سے ہی ایک اونچے ماحول میں تربیت پائی تھی آپ کا خاندان بھی نہایت بلند مرتبت اور علمی تھا یہی وجہ ہے کہ آپ عادات و اطوار ' اخلاق و کردار اور مزاج کے لحاظ سے ایک ممتاز اور منفرد مقام رکھتے تھے۔ امراء کی محفلوں اور روسا کی مجلسوں سے انہیں شدید نفرت تھی اسکے برعکس غربا و مساکین' یتامی وطلباء علم سے نہایت الفت و محبت کا برتاؤ کرتے تھے۔ مریضوں کی عیادت' بیواؤں کی امداد مہمانوں کی تواضع اور مسافروں کی خاطر داری آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا' ہر شخص سے خوش اخلاقی اور عجز وانکساری سے پیش آتے تھے آپ تقویٰ و للہیت کا پیکر حسین تھے ۔

اولاد

شاہ صاحب کی نرینہ اولاد نہیں تھی صرف تین بیٹیاں تھیں ایک کی شادی حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے صاجزادے مولانا محمد عیسیٰ سے ہوئی دوسری کی شادی شیخ محمد افضل کے ساتھ ہوئی جن سے شاہ محمد اسحٰق دہلوی اور شاہ محمد یعقوب پیدا ہوئے تیسری لڑکی کا نکاح مولانا عبدالحی بڈھانوی سے ہوا جن سے مولانا عبدالقیوم بھوپالی پیدا ہوئے (اتحاف النبلاء ص ۱۳۶)۔

شاہ صاحب کی خصوصیات

شاہ صاحب بہت سے اوصاف سے مالا مال تھے وہ جہاں علوم عربی میں ممتاز تھے وہاں بہت دیگر زبانوں پر بھی عبور رکھتے تھے' عربی اور فارسی میں تو انہیں مہارت تامہ تھی ہی اردو اور عبرانی سے بھی انہیں آگاہی حاصل تھی' شاہ صاحب اردو زبان کی تحصیل کیلئے خواجہ میر درد کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے جسکی بدولت انہوں نے اس زبان پر بھی عبور حاصل کر لیا تھا شاہ صاکو یوں تو تمام علوم و فنون مروجہ پر مکمل دسترس تھی' لیکن قرآن حکیم اور حدیث رسولؐ سے انھیں بالخصوص انتہائی شغف اور غایت درجہ کا تعلق تھا انہوں نے زندگی کا زیادہ تر حصہ حدیث نبویؐ کی ترویج و اشاعت اور تبلیغ و تدریس میں صرف کیا۔

قوت حافظہ

شاہ صاحب جن خوبیوں اور کمالات سے مالا مال تھے ان میں ایک بہت بڑی خوبی یہ بھی تھی کہ ان کی قوت حافظہ نہایت تیز تھی اور یاداشتوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ان کے نہاں خانہ ذہن میں محفوظ تھا ان کو بہت سی ایسی باتیں بھی یاد تھیں جن کا تعلق انکی عمر کے بالکل ابتدائی دور اور عہد طفلی سے تھا۔ اس کا ثبوت انکے ملفوظات سے ملتا ہے۔ (ملفوظات شاہ عبدالعزیز ص ۶۸)

مقرر

شاہ صاحب جہاں اقلیم علم میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے وہاں تقریر و خطابت اور انداز وعظ و نصیحت میں بھی ان کا کوئی حریف نہ تھا۔

طلباء کیساتھ شفقت

علم کے متلاشی طلباء کیساتھ ان کا برتاؤ ہمیشہ مشفقانہ رہا ان کی ضروریات کی کفالت کرتے اور بہت ہی الفت و محبت سے پیش آتے ان کے سوالات کا دلائل و براھین سے جواب دیتے جس سے ان کے تمام شکوک و شبہات دور ہو جاتے تھے۔ شاہ صاحب میں عالمانہ غرور بالکل نہ تھا' نفرت و تکبر سے نفور تھے۔

مناظر

شاہ صاحب کو خدا تعالیٰ نے حاضر جوابی کا ملکہ عطا فرمایا تھا جسکی بناء پر انہوں نے ہندوستان میں عیسائی پادریوں سے کئی مناظرے اور مباحثے کیے اور عیسائی پادریوں کو منہ توڑ جوابات سے پسپا کر دیا۔

فرنگی کے خلاف فتویٰ

شاہ صاحب کا زمانہ سیاسی اعتبار سے نہایت پر آشوب تھا مغل حکومت دم توڑ رہی تھی اور انگریز پورے ملک پر قبضہ جما رہے تھے ان حالات میں شاہ صاحب نے ایک طرف تو درس و تدریس کے ذریعہ شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ جیسے نامور مجاہد پیدا کئے جنھوں نے اپنی زندگیاں برصغیر سے انگریزی اقتدار کو ختم کرنے اور اسلامی نظام حکومت قائم کرنے کیلئے وقف کر دیں دوسری طرف تحریر کا سلسلہ شروع کیا جو نہایت مضبوط اور ہمیشہ رہنے والا ہے اس سے لوگ ہر دور میں مستفید ہوتے رہیں گے ان کی تحریرات میں ایک نہایت شاندار فتویٰ بھی ہے جو انہوں نے انگریز کے خلاف جاری کیا جس میں عیسائی افسروں کے احکام کا ہندوستان میں بے دھڑک جاری ہونے کا ذکر ہے شاہ صاحب کے اس فتوے اور انکی انگریز دشمنی کا یہ نتیجہ نکلا کہ مجاہدین کی ایک زبردست جماعت تیار ہو گئی جس نے انگریز کے خلاف باقاعدہ جہاد کیا جہاد کیلئے جو لوگ عملاً" میدان میں نکلے ان میں شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد بریلوی شہیدؒ اور ان کے رفقاء تھے ان حضرات کی مساعی جمیلہ نے اسقدر وسعت اختیار کی کہ آزادی برصغیر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ شاہ صاحب نے انگریزی حکومت کی ملازمت کو گناہ کبیرہ اور حرام بلکہ کفر قرار دیا جسکی پاداش میں انہیں شدید اذیتوں اور مصیبتوں سے دو چار ہونا پڑا۔ شاہ صاحب کی حق گوئی و بیباکی کی وجہ سے ان کو اور ان کے بھائی شاہ رفیع الدین کو' نجف علی خان نے (جو متعصب شیعہ اور مغل حکومت میں منصب دار تھا اور دھلی پر اسکا تسلط تھا) اہل و عیال سمیت دہلی سے نکال دیاشاہ صاحب اسوقت بیمار تھے اور چلنے پھرنے کی ہمت نہ رکھتے تھے اسکے باوجود انہیں اور انکے بھائی کو خاص طور پر یہ حکم جاری کیا کہ وہ پیدل اور ننگے پاؤں سفر کریں سخت گرمی کے دن' چلچلاتی دھوپ' بیماری کا عالم اس پر مزید ظلم یہ کہ دونوں بھائیوں کو پیدل اور برہنہ پا چلنے کا حکم دیا گیا۔ دہلی سے جون پور تک کی طویل مسافت انتہائی تکلیف اور صعوبت سے طے کی راستے میں ایسی ایسی اذیتوں سے دوچار ہونا پڑا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی بینائی بھی جاتی رہی اور کئی قسم کی بیماریاں بھی لاحق ہو گئیں۔ جلا وطنی کی مدت پوری کر کے دہلی واپس آئے تو شہر پر انگریزوں کا قبضہ ہو چکا تھا عملاً" ریذیڈنٹ کی حکومت تھی اور مغل بادشاہ اثر و اقتدار سے تقریباً" محروم ہو چکا تھا۔ ملک کی اکثر ریاستیں انگریزی اقتدار کے سامنے جھک گئی تھیں اور ان کے حکمرانوں نے چاپلوسی کو شعار بنا لیا تھا اور اسی کو بقا اور حفاظت کا اصل ذریعہ سمجھنے

لگے تھے۔ شاہ صاحب اس صورت حال سے انتہائی پریشان اور آزردہ خاطر ہوئے اور فتویٰ جاری کیا کہ ہندوستان دارالحرب ہوگیا ہے کیونکہ یہاں شعائر اسلام کی بے حرمتی کی جارہی ہے اور عیسائی حکومت کے احکام جاری اور نافذ ہیں۔ اس فتوے کا لوگوں پر بڑا اثر پڑا آگے چل کر انگریزی حکومت کے خلاف مستقل جہاد کا سلسلہ شروع ہوگیا اور مجاہدین کی جماعت نے وہ نمایاں کارنامے انجام دیئے جو برصغیر کی تاریخ حریت کا ایک زریں باب بن گئے۔

تصانیف

شاہ صاحب متعدد علمی اور تحقیقی کتابوں کے مصنف ہیں جن سے لوگ قیامت تک استفادہ کرتے رہیں گے۔ ان کی تصنیفات کی تعداد تقریباً" گیارہ ہے۔

(۱) تفسیر فتح العزیز

جو کہ تفسیر عزیزی کے نام سے مشہور ہے فارسی میں ہے اور سوا تین پاروں پر مشتمل ہے۔ سورۃ فاتحہ سے پارہ دوم کے ربع تک اور پارہ ۲۹ اور ۳۰ کی تفسیر۔ یہ تفسیر شاہ صاحب کی آخری عمر کی تصنیف ہے جبکہ انکی قوت بصارت باقی نہیں رہی تھی اپنے ایک شاگرد کو بٹھا کر املاء کرواتے تھے یہ اپنی نوعیت کی ایک منفرد تفسیر ہے۔ مولانا عبدالحئی حسنی لکھنوی" لکھتے ہیں کہ یہ تفسیر کئی بڑی بڑی جلدوں پر مشتمل تھی لیکن ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں ضائع ہوگئی اور پہلی اور آخری صرف دو جلدیں باقی رہ گئیں۔ (نزہتہ الخواطر ج ۷ ص ۲۷۳)

نوٹ :

شاہ صاحب کے شاگرد مولوی امام الدین صاحب کے ہاتھ سے املائی تقریر تفسیر عزیزی کے تقریباً" سوا پانچ پارے از سورہ مومنون تا سورہ یٰسین مکمل ہمیں کسی کتب خانہ سے ملے ہیں جنہیں والد محترم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان صاحب سواتی مدظلہ بانی مدرسہ نصرۃ العلوم و جامع مسجد نور گوجرانوالہ ایڈٹ کر رہے ہیں۔ جنہیں طباعت کے زیور سے آراستہ کر کے ادارہ نشرواشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم عنقریب شائع کر رہا ہے اس پر حضرت صوفی صاحب مدظلہ کا ایک تحقیقی مقدمہ بھی ہوگا جو تفسیر عزیزی کے متعلق معلومات افزاء ہوگا اور اس کی اہمیت کو واضح کریگا اور قارئین کی علمی تشنگی کو دور کریگا۔ ابتک شائع شدہ تفسیر عزیزی سوا تین پاروں کا اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے جو کہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۲) عجالہ نافعہ

یہ کتاب بھی فارسی میں ہے اور اسمیں علم اصول حدیث کے مختصر مگر جامع قوانین ہیں۔

(۳) بستان المحدثین

یہ کتاب بھی فارسی میں ہے اسمیں محدثین کے حالات و کوائف کا احاطہ کیا گیا ہے یہ اپنے موضوع پر بڑی سیر

حاصل کتاب ہے بارھویں صدی کے بعد اس موضوع سے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں یہ ان سب کا ماخذ ہے۔

(۴) سر الشہادتین

یہ کتاب عربی میں ہے اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے حالات میں ہے اور اس کا اردو ترجمہ شاہ صاحب کے شاگرد مولانا خرم علی بلھوری نے کیا اور ان کے دوسرے شاگرد مولوی سلامت اللہ کشفی نے تحریر الشہادتین" کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے۔

(۵) عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس

یہ کتاب بھی عربی میں ہے اسمیں حضرات خلفائے راشدین کے حالات بڑے محققانہ انداز میں لکھے ہیں یہ بھی اپنی نوعیت کی ایک بہترین تصنیف ہے۔

(۶) شرح میزان المنطق

یہ عربی کے اندر ایک مختصر رسالہ ہے جو میزان المنطق کی شرح ہے۔

(۷) حواشی بر شرح عقائد

یہ کتاب بھی عربی میں ہے اور شرح عقائد کے مشکل ترین مسائل اور مباحث اس حاشیہ کے مطالعہ سے بڑی آسانی کے ساتھ حل ہو جاتے ہیں۔

(۸) حواشی بدیع المیزان

یہ بھی عربی کے اندر ہے اور بدیع المیزان کی ایسی عمدہ شرح ھے کہ اس کے مطالعہ سے منطق کے مسائل کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

(۹) فتاویٰ عزیزی

یہ کتاب فارسی میں ہے اور دو جلدوں پر مشتمل ہے مختلف عنوانات کے بہت سے فتوؤں کو نہایت عمدگی کے ساتھ اپنے دامن صفحات میں لیے ہوئے ہے۔

(۱۰) تحفہ اثنا عشریہ

یہ کتاب بھی فارسی میں ہے اور شاہ صاحب کی یہ بہت ہی اہم تصنیف ہے' شیعہ کے رد میں ہے اور بارہ ابواب پر مشتمل ہے اپنے موضوع کے لحاظ سے یہ ایک معرکتہ الاراء کتاب ہے یہ اسقدر جامع اور مبسوط کتاب ہے کہ اسے شیعہ اور اہل سنت کے مسائل و عقائد کا دائرۃ المعارف کہنا بے جا نہ ہوگا یہ کتاب چونکہ بڑی جاندار اور معلومات افزا تھی اس لیے شیعی حلقوں میں اس سے ایک تہلکہ بپا ہوگیا اور متعدد نامور

یشعوں نے اسکا جواب دینے اور اسکا اثر زائل کرنے کی ناکام کوششیں کی ہیں۔

(۱۱) میزان البلاغہ

یہ بھی عربی کے اندر ایک مختصر مگر جامع رسالہ ہے اسمیں علم بلاغت کے اصول و قواعد بڑے احسن پیرایہ میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے مبتدیوں کیلئے یہ گرانقدر خزانہ ہے اس کتاب پر حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند کا حاشیہ ہے۔ یہ رسالہ کافی مدت سے نایاب تھا اسے بھی ادارہ نشرو اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ شائع کرنے کی نعمت عظمی حاصل کر رہا ہے اور اپنے روایتی مشن کے مطابق قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔

شاہ صاحب کا مسلک

شاہ صاحب اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے صحیح جانشین ہوئے اپنے والد کے علوم کو جس انداز میں انہوں نے سمجھا اور آگے اسکی نشرواشاعت کی۔ انکے افکار کو اپنایا اور اسے رواج دینے کی کوشش کی تقریباً ساٹھ سال تک درس حدیث دیا یہ سب قابل ستائش و آفرین ہے شاہ ولی اللہؒ تو مجتہد منتسب کے درجہ پر فائز تھے لیکن عملاً حنفی المسلک تھے مگر شاہ عبدالعزیز صاحب راسخ العقیدہ حنفی المسلک تھے اور اسی کی تبلیغ کرتے تھے۔

شاگرد

شاہ صاحب کے ہزاروں شاگردوں میں سے مندرجہ ذیل چند حضرات کے نام درج ہیں جن میں سے ہر بزرگ علم و فضل میں یکتا تھا اور ہر ایک نے تحقیق و کاوش کے مختلف میدانوں میں جو کارنامے انجام دیئے وہ تذکرہ کی کتابوں میں محفوظ ہیں شاگردوں کے مقام و مرتبے کی رفعت سے استاد کی عظمت کا بخوبی پتہ چل سکتا ہے۔ (۱) شاہ صاحب کے بھائی شاہ رفیع الدینؒ المتوفی ۱۲۳۳ھ (۲) شاہ صاحب کے دوسرے بھائی شاہ عبدالقادرؒ المتوفی ۱۲۳۰ھ (۳) مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ المتوفی ۱۲۴۶ھ (۴) شاہ محمد اسحقؒ المتوفی ۱۲۶۲ھ (۵) شاہ محمد یعقوبؒ المتوفی ۱۲۸۲ھ (۶) سید احمد شہید بریلویؒ المتوفی ۱۲۶۴ھ (۷) مولانا فضل حق خیر آبادیؒ المتوفی ۱۲۷۸ھ (۸) مولانا عبدالحیؒ المتوفی ۱۸۲۸ء وغیرہ یہ سب حضرات شاہ صاحب سے فیض یاب ہوئے اور آگے چل کر علم و کمال، تقویٰ و تدین، تحقیق و تدقیق، تدریس و تعلیم، تصنیف و تالیف، نشرو اشاعت دین، وعظ و تبلیغ اور جہاد فی سبیل اللہ میں بلند مراتب کو پہنچے۔

شاعر

شاہ صاحب عربی کے شاعر اور ادیب بھی تھے انہوں نے عربی میں بہت سی نظمیں بھی کہی ہیں اپنے چچا شاہ اہل اللہؒ المتوفی کے نام عربی نظم میں ایک خط لکھا جسمیں اپنے زمانے کے سیاسی حالات اور مرہٹوں اور سکھوں کی جنگی چالوں اور ان کے ظلم و ستم کی داستان بیان کی ہے۔ شاہ صاحب جامع الحیثیات شخص تھے وہ

بقیہ صفحہ ۲ پر